سلسلة قصص الانبیاء

27

انوکھی خوشخبری

کن فیکون

اشتیاق احمد

انوکھی خوشخبری

قصہ سیّدنا زکریّا علیہ السلام

اشتیاق احمد

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

بچوں کا شور سن کر ان کے ابو اور امی کو ان کے کمرے کا رخ کرنا پڑا...... وہ کسی بات پر جھگڑ رہے تھے اور کمرے میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی...... آخر ان کے والد نے بلند آواز میں کہا:

''خاموش! یہ کیا ہو رہا ہے...... کیسا شور ہے......؟''

کمرے میں یک دم خاموشی چھا گئی...... اب سب کے سب اپنے والد کی طرف متوجہ ہو گئے، لیکن منہ سے کوئی بھی کچھ نہ بولا۔

''بتاؤ تو سہی...... کیا بات ہے، کس بات پر اس قدر زور شور سے جھگڑ رہے ہو آسیہ تم بتاؤ، تم ان میں سب سے بڑی ہو۔''

''جی وہ...... بات یہ ہے ابا جان...... ہمارے محلے میں ایک بہت غریب عورت رہتی ہے...... آپ جانتے ہی ہیں، ان کا نام فاطمہ بی بی ہے...... ہم سب نے مل کر ان کے لیے کچھ رقم جمع کی ہے...... اب ہمارے درمیان جھگڑا اس بات پر ہو رہا ہے کہ یہ رقم ان تک کون پہنچائے گا...... ہر ایک کی خواہش ہے کہ وہ رقم پہنچائے...... ہم سب کے سب اس لیے جانا نہیں چاہتے کہ یہ نمائش ہو جائے گی...... دوسرے یہ کہ انھیں بھی شاید یہ بات ناگوار گزرے گی کہ اتنے بہت سے بچے انھیں رقم دینے آئے ہیں...... لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم میں سے صرف ایک بچہ رقم دینے جائے گا اور نہایت خاموشی سے...... رقم ان کے ہاتھ میں رکھتے ہی چلا آئے گا...... سبھی یہ نیک کام خود کرنا چاہتے ہیں...... اب آپ ہی بتائیں...... ہم کیا کریں؟'' یہاں تک کہہ کر آسیہ خاموش ہو گئی۔

''اوہ! تو یہ بات ہے...... سوال واقعی مشکل ہے اور اس کا جواب دینا بھی آسان کام نہیں۔'' ان کے والد مسکرائے۔

''واقعی۔'' ان کی والدہ نے بھی تائید کی۔

''ایک منٹ...... میں ذرا غور کر لوں۔'' والد صاحب بولے۔

''جی...... ضرور غور کر لیں۔'' سب ایک ساتھ بولے۔

وہ سوچ میں ڈوب گئے...... پھر اچانک انھوں نے کہا:

''تم لوگ قرعہ اندازی کر لو۔''

''جی...... قرعہ اندازی۔'' وہ حیران ہو کر بولے۔

''ہاں! قرعہ اندازی...... سب کے نام کی ایک ایک پرچی لکھ لی جائے......
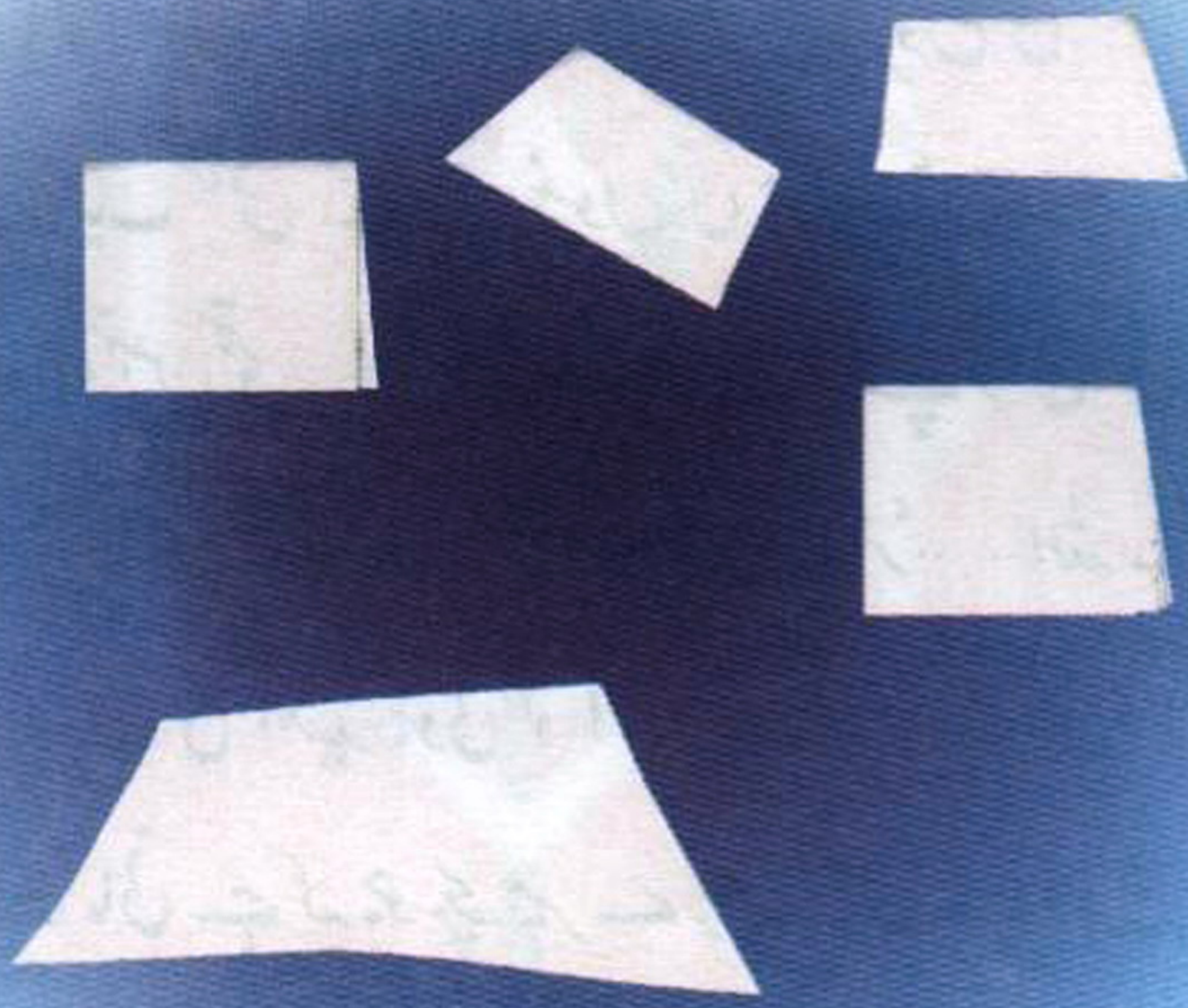
پرچیوں کو تہہ کرلیا جائے...... پھر کوئی ایک آنکھیں بند کر کے ایک پرچی اٹھائے...... جس کا نام نکل آئے...... وہ جا کر فاطمہ بی بی کو رقم دے آئے۔''

''کیا ایسا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے؟''

''ہاں! کیوں نہیں...... قرعہ اندازی تو بہت پرانا طریقہ ہے...... انبیاء تک نے اس طریقے کو اختیار کیا ہے......''

''اوہو اچھا...... مثال کے طور پر بتایئے تو......''

''پہلے رقم فاطمہ بی بی کو دے آؤ، پھر میں تمہیں قرعہ اندازی کا واقعہ سناتا ہوں۔''

اب سب کے نام کی پرچیاں لکھی گئیں، قرعہ اندازی ہوئی، عارف کا نام نکلا...... وہ رقم لے کر باہر نکل گیا۔ اب سب بچے اپنے والد کے گرد جمع ہوگئے تاکہ وہ انھیں واقعہ سنا سکیں، عارف واپس آیا تو انھوں نے اپنی بات اس طرح شروع کی:

''ایک بڑے نیک شخص تھے...... نبیوں کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا نام تھا عمران۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ان کی بیوی بھی بڑھاپے کو پہنچ گئی۔ ایک دن ان کی بیوی نے اللہ کے حضور دعا کی: 'اے اللہ! مجھے اولاد عطا کر'...... اللہ نے ان کی دعا قبول فرما لی...... بچہ پیدا ہونے کی امید ہوئی تو انھوں نے منت مانی، اے میرے رب! بے شک میں نے منت مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ تیرے ہی لیے وقف ہے۔ چنانچہ تو اسے مجھ سے قبول فرما، بے شک تو ہی ہے خوب سننے والا، جاننے والا۔ یعنی یہ بچہ بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف ہوگا...... اللہ کی عبادت کرے گا، اللہ کے دین کے لیے آزاد ہوگا۔
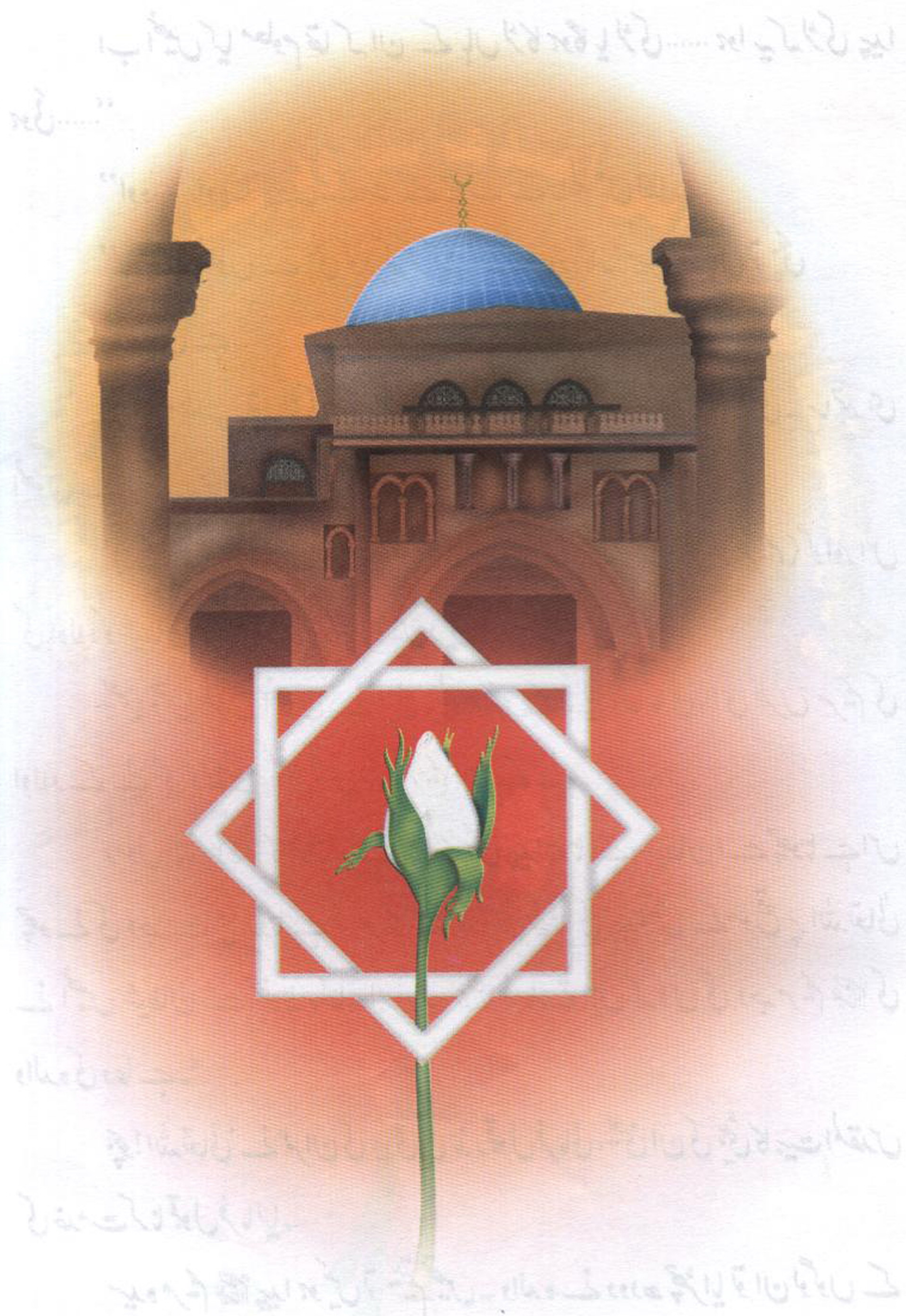
اب انھیں کیا معلوم تھا کہ ان کے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی...... ہوا یہ کہ لڑکی پیدا ہوئی......''

''اوہ...... اوہ۔'' بچوں کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔

''ہاں!'' انھوں نے بچی کو دیکھ کر کہا: 'اے پروردگار! میرے ہاں تو بچی پیدا ہوئی ہے۔'

ان کا مطلب تھا، لڑکی کس طرح بیت المقدس کی خدمت کرے گی۔ ساتھ ہی انھوں نے اللہ سے مخاطب ہو کر کہا:

'اے پروردگار! میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا ہے۔ میں اس (مریم) کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔'

یعنی جس طرح انھوں نے اپنی بیٹی مریم کے لیے دعا مانگی، اسی طرح مریم کی اولاد کے لیے بھی دعا کی، یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے لیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: 'جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے، شیطان اسے چھوتا ہے اس چھونے کی وجہ سے بچہ روتا ہے مگر مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے انھیں شیطان سے محفوظ رکھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا ہے۔'

بچو! اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کی نذر قبول فرمالی، یعنی ان کی بیٹی کا بیت المقدس کی خدمت کرنا قبول فرمالیا۔

سیدہ مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو یتیم تھیں۔ والدہ نے دودھ چھڑایا تو ان لوگوں کے

سپرد کر دیا جو مسجدِ اقصیٰ کے متولی تھے۔ اس لیے کہ انھوں نے نذر رہی یہ مانی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو خاص بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی۔ اس وقت جو لوگ مسجد میں رہتے تھے، اللہ کے عبادت گزار، نیک بندے تھے۔ ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا کہ مریم کی کفالت اور تربیت کون کرے گا؟ بچو! مریم علیہا السلام کو یہ مقام اس لیے ملا تھا کہ وہ ایک معزز باپ کی بیٹی تھیں۔

جھگڑا زیادہ ہوا تو لوگوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔"

"جس طرح ہماری آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔" آسیہ نے کہا۔

"ہاں! بالکل...... اب سنو! زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے خالو تھے۔ یہ بھی اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھے۔ انھوں نے دوسرے لوگوں سے کہا:

'میں اس بچی کا خالو ہوں، لہٰذا اس کی کفالت کا حق مجھے ہے، میری بیوی اس کی تربیت کرے گی...... کیونکہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔'

ان سب نے زکریا علیہ السلام کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ہر کوئی یہ چاہتا تھا کہ اس بچی کی پرورش وہ کرے۔ اس طرح جھگڑا اور زیادہ ہو گیا۔ آخر انھوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کر لیتے ہیں۔ جس کا نام نکل آیا، وہی بچی کی کفالت کرے گا۔

انھوں نے اس وقت کے طریقے کے مطابق لکڑی کی قلموں پر نام لکھے اور انھیں ایک جگہ رکھ دیا پھر ایک چھوٹے بچے سے کہا: 'ایک قلم اٹھا کر لاؤ۔'

بچہ قلم اٹھا کر لایا، اس پر زکریا علیہ السلام کا نام لکھا ہوا تھا، لیکن وہ مطمئن نہ ہوئے۔ انھوں نے مشورہ کیا کہ ایک اور طریقے سے قرعہ ڈالتے ہیں۔

انوکھی خوشخبری
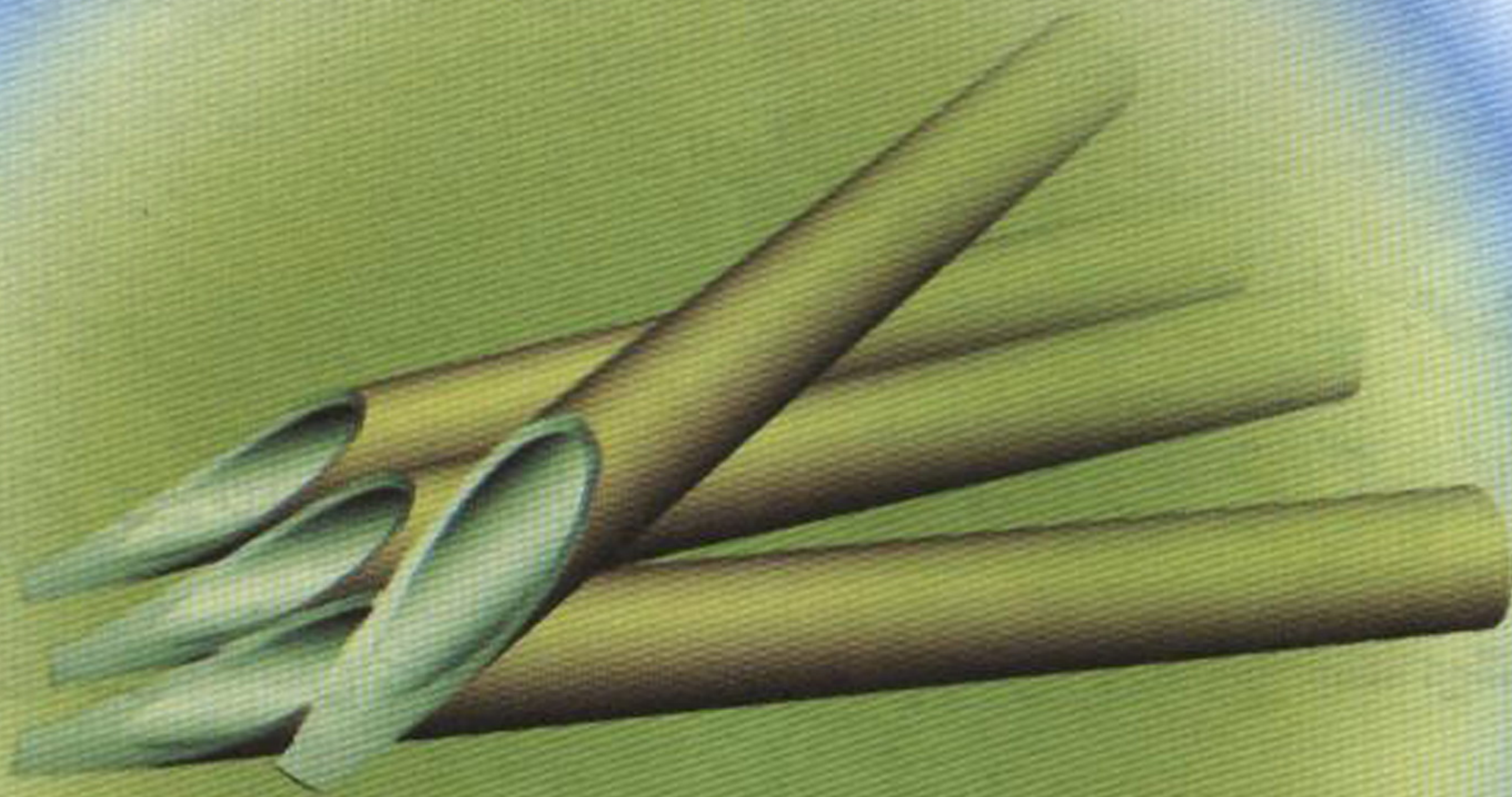
سب قلموں کو بہتے ہوئے پانی میں ڈالتے ہیں جس کا قلم پانی کے چلنے کی مخالف سمت کو چلنے لگے گا وہ مریم کی کفالت کرے گا۔ اس بار بھی زکریا علیہ السلام کا قرعہ نکلا۔ لیکن وہ پھر نہ مانے۔

انھوں نے کہا اب اس طرح کرتے ہیں جس کا قلم پانی کی سمت بہنے لگے وہ جیتے گا اور جس کا قلم پانی کی مخالف سمت کو چلے گا وہ ناکام شمار ہوگا۔

اس بار بھی کامیاب زکریا علیہ السلام ہی ہوئے۔ اس طرح مریم علیہا السلام کی کفالت زکریا علیہ السلام کے ہاتھ آئی۔

حقیقت میں اللہ تعالیٰ اس بات کا ارادہ کر چکا تھا کہ زکریا علیہ السلام ہی ان کی پرورش کریں گے۔ اس طرح مریم علیہا السلام نے اپنی زندگی ان کے گھر میں بسر کی۔ وہ نہایت شفقت و محبت سے ان کی پرورش کرتے رہے۔ ان کی خالہ نے بھی ان کا بہت خیال رکھا۔ دونوں میاں بیوی ان سے اپنی حقیقی اولاد جیسا سلوک کرتے رہے۔

سیدنا زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے ان انبیائے کرام میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لیے اور ایمان کی دعوت دینے کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ آپ اپنے ہاتھ سے کمائی کرتے تھے۔ آپ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ آپ کا زیادہ وقت دین کی دعوت کے کام میں بسر ہوتا تھا...... یا پھر مسجد میں گزرتا...... جسے بیت المقدس کہا جاتا ہے۔

سیدنا زکریا علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت عبادت کرنے کے بعد اپنی دکان پر چلے جاتے تاکہ حلال روزی کما سکیں، اور اپنے اہل و عیال، فقیروں اور محتاجوں پر خرچ

انوکھی خوشخبری

کریں...... بھوکوں کو کھلائیں اور دھتکارے ہوئے لوگوں کو سہارا دیں۔

جب آپ کام سے فارغ ہوتے تو اپنے عبادت والے کمرے میں چلے جاتے۔ اس کمرے کو محراب کہا جاتا تھا۔ محراب میں آپ اللہ کی عبادت کرتے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے...... اس کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے اس کی طرف متوجہ رہتے۔

مریم علیہا السلام جب ذرا بڑی ہوئیں تو اچھی بُری چیزوں میں تمیز کرنے لگیں۔ مسجد کے ساتھ ان کے لیے ایک کمرہ بنا دیا گیا۔ سیدنا زکریا علیہ السلام کے علاوہ اس کمرے میں کوئی اور داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ اللہ کی عبادت کرتیں اور مسجد کی خدمت کرتیں۔ یہ تمام کام وہ بہت اچھے طریقے سے انجام دیتی تھیں۔

سیدنا زکریا علیہ السلام روزانہ ان سے ملنے کے لیے آتے تاکہ انھیں تسلی رہے۔ آپ انھیں دین بھی سکھاتے اور ان کی ضروریات بھی پوری فرماتے۔ ایک روز آپ ان سے ملنے کے لیے محراب میں داخل ہوئے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ لوگوں سے الگ ہوکر بیٹھتی تھیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے آگے بہت سے پھل پڑے ہوئے ہیں۔ وہ بہت حیران اور پریشان ہوئے کیونکہ وہ پھل تھے بھی بے موسم...... مطلب یہ کہ بازار میں ان دنوں وہ پھل نہیں ملتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے حیران ہوکر پوچھا:

'مریم! یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟'

جواب میں مریم علیہا السلام نے کہا:

'یہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔'

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مریم علیہا السلام کو اپنے پاس سے کھلاتا پلاتا تھا۔
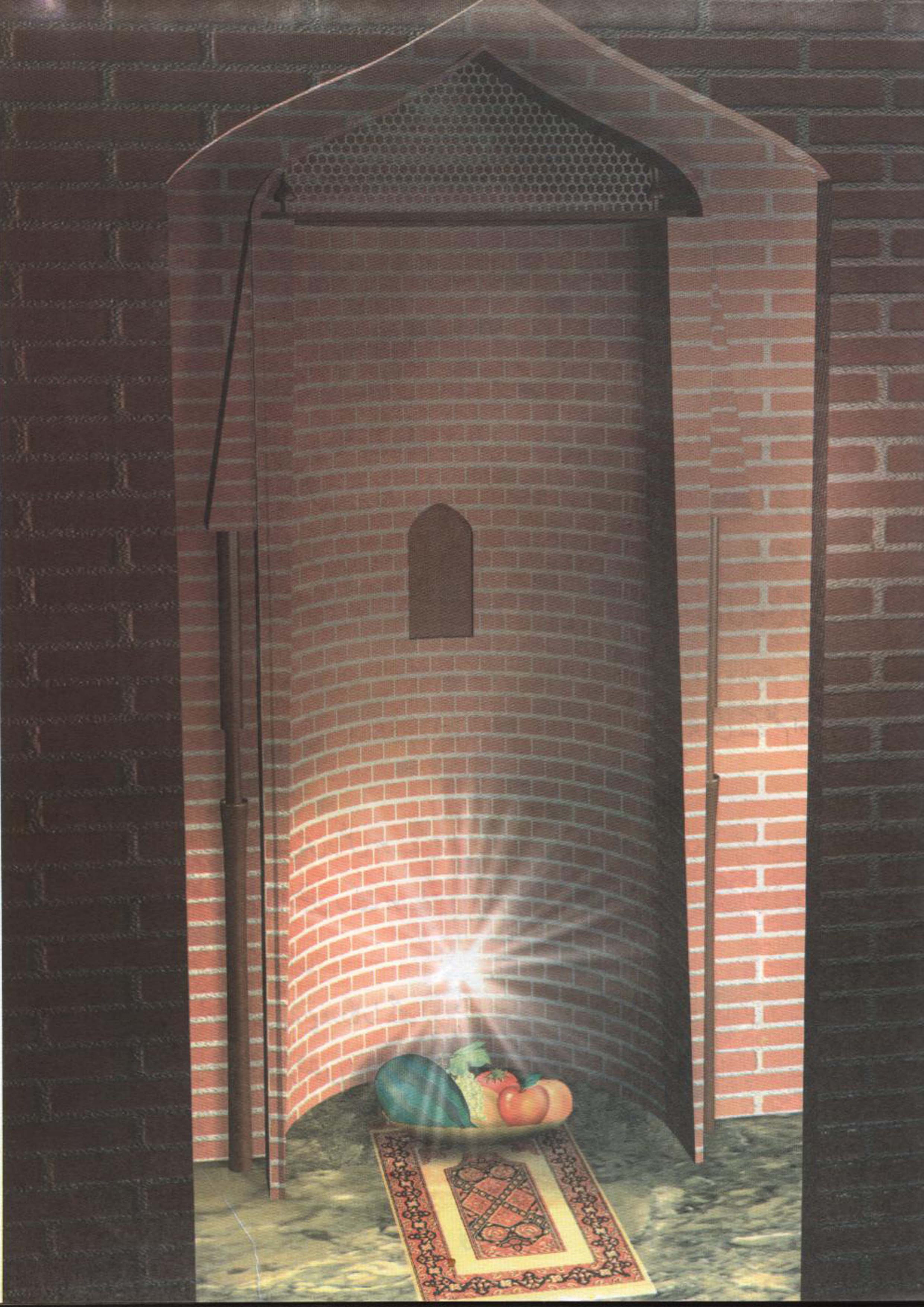
اس لیے کہ وہ اللہ پر ایمان لائی تھیں اور انھوں نے اللہ پر بھروسا کیا تھا۔ اللہ کی رضا کے لیے ہر وقت عبادت کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر رحم فرماتا ہے اور ان پر رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس جگہ کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔'

جب سیدنا زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مریم علیہا السلام کو موسمِ سرما کے پھل موسمِ گرما میں اور موسمِ گرما کے پھل موسمِ سرما میں کھلا رہا ہے تو انھیں اس وقت بچے کی خواہش پیدا ہوئی، حالانکہ ان کی عمر اس وقت ڈھل چکی تھی۔ آپ عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ کمزور ہو چکے تھے۔ بال بھی سفید ہو گئے تھے۔ ہڈیاں کمزور ہو گئی تھیں۔ آپ کی بیوی بھی بانجھ ہو چکی تھی۔ ان کے ہاں اولاد ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ ان تمام حالات کے باوجود ان کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ ان کے ہاں اولاد ہو جائے...... جو ان کے علم اور حکمت کی وارث بنے۔

آپ محراب میں داخل ہوئے، نماز ادا کی پھر اللہ کے حضور التجا کی، سچے دل سے اللہ کے فضل و کرم کا یقین رکھتے ہوئے دبی آواز سے دعا کی۔ قرآن کریم میں ان کی دعا کے الفاظ یوں آئے ہیں:

'اے میرے پروردگار! مجھے اپنی طرف سے نیک بیٹا عطا فرما، تُو دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اس وقت فرشتوں نے آواز دی یعنی انھیں مخاطب کیا، جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگے: اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ (نامی ایک بچے) کی خوش خبری دے رہا ہے جو

رب هب لی من لدنک ذریة طیبة انک سمیع الدعاء
سیدنا
زکریا
علیہ السلام

اللہ کے کلمے (عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرے گا اور سردار، نفس پر ضبط رکھنے والا ہوگا اور نیک نبی ہوگا۔'

بچو! اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے سیدنا آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ہے، اسی طرح حوا علیہا السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی بانجھ بیوی سارہ علیہا السلام سے بیٹا عطا فرمایا۔ وہ اسحاق علیہ السلام تھے۔ تو جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ ان کے ہاں کس طرح اولاد ہوگی جب کہ وہ بوڑھے ہیں اور ان کی بیوی بانجھ ہے، اسی طرح سیدنا زکریا علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ لڑکا کیسے ہوگا۔ یہ میری کون سی عمر ہے اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔

تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ سب کچھ اس کے ارادے سے ہوگا۔ اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے: ہوجا...... وہ فوراً ہوجاتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'اسی طرح ہو کر رہے گا۔ تیرے ربّ نے فرما دیا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور تو خود جب کچھ نہ تھا، میں تجھے پیدا کر چکا ہوں۔'

مطلب یہ کہ آپ آدم علیہ السلام کی پشت سے ہیں اور آدم علیہ السلام کا وجود تک نہ تھا۔ اللہ نے انھیں عدم سے وجود بخشا اور انھیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ عدم سے وجود میں لانا مشکل ہے، جبکہ وجود سے وجود میں لانا تو بہت آسان ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کہ تجھے بیٹا عطا فرمادے جب کہ آپ اس عمر میں ہیں۔

کن فیکون

اس پر زکریا علیہ السلام نے فرمایا:

’اے اللہ! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے، یعنی ایسی علامت جس سے مجھے پتا چل جائے کہ میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے۔‘

تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’آپ کے لیے علامت یہ ہے کہ باوجود صحت مند ہونے کے آپ تین دن اور تین راتوں تک کسی سے کلام نہیں کر سکیں گے، یعنی آپ کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہونے کی علامت یہ ہوگی کہ آپ تین دن اور تین راتیں بات چیت نہیں کر سکیں گے۔ البتہ اشاروں سے باتیں کریں گے اور آپ ہوں گے بھی تندرست...... یہ بات نہیں کہ آپ کو کوئی بیماری لاحق ہو جائے گی۔ جب آپ کی یہ حالت ہو تو سمجھ جایئے گا کہ آپ کے ہاں اولاد ہونے والی ہے۔ ان تین دنوں میں آپ کثرت سے اللہ کا ذکر کریں، اس کا بہت زیادہ شکر ادا کریں اور اس کی تسبیحات پڑھیں۔‘

پھر ایک دن زکریا علیہ السلام نے بولنا چاہا، لیکن بول نہ سکے...... وہ سمجھ گئے کہ اب ان کے گھر بچہ پیدا ہونے کے دن آ گئے ہیں۔ آپ اپنے کمرے سے نکل کر لوگوں کے پاس گئے۔ ان سے اشاروں میں بات کی کہ صبح شام اللہ کا ذکر کرو۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک خوب صورت بچہ عطا فرمایا، اس طرح انوکھی خوش خبری والا وعدہ پورا ہو گیا۔ بچے کا چہرہ چمک رہا تھا۔ ان کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ یہ نام پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جا چکا تھا۔

اس میں خاص بات یہ تھی کہ دنیا میں اس سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا

انوکھی خوشخبری

تھا۔ بچو! اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ پہلے زمانے میں کس طرح قرعہ اندازی ہوتی تھی۔"

"جی ہاں! آپ کا بہت بہت شکریہ!"

"لیکن یہ کہانی ابھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی...... اس کے بعد ہوا یوں کہ یہودیوں نے سیدنا زکریا علیہ السلام کو قتل کرنے کی ٹھان لی، ایک روز وہ ان کی طرف نکلے۔ آپ کو جب ان کے ارادے کی اطلاع ہوئی تو آپ وہاں سے بھاگ نکلے اور ایک درخت کی کھوہ میں جا چھپے، یہودیوں نے آپ کو درخت میں چھپتے دیکھ لیا۔ انھوں نے درخت پر آرا چلا دیا۔

چنانچہ یہودیوں نے درخت کے ساتھ ان کے بھی دو ٹکڑے کر دیے۔"

"اوہ...... اوہ۔" بچے سکتے میں آ گئے۔

"ہاں! یہود اس قدر ظالم تھے...... انبیاء تک کو قتل کرنے سے نہیں چوکتے تھے...... کل میں تمھیں ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کا قصہ سناؤں گا۔"

خوشخبری ایک ایسا لفظ ہے جسے سنتے اور پڑھتے ہی
مسرت وانبساط کا احساس ہونے لگتا ہے
خوشخبری اگر عام سی ہو، پھر بھی
دل خوشی سے معمور ہو جاتا ہے
لیکن جب خوشخبری بہت اہم ہو تو پھر
خوشخبری کے مستحق فرد کی خوشی ومسرت
کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا
خوشخبری اگر اللہ رب العالمین کی جانب سے ہو
تو پھر اس خوش نصیب انسان کی قسمت پر
صد ہا رشک کرنے کو جی چاہتا ہے
''انوکھی خوشخبری'' اللہ تعالیٰ کی جانب سے
اپنے برگزیدہ نبی کو سنائی جانے والی خوشخبری ہے
انوکھی خوشخبری کیا ہے؟
یہ تو کتاب پڑھ کر ہی آپ جان سکیں گے